



سوال

کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ سوال ثابت ہے؟ کہ کیا آپ نے اپنے رب کو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہچانا؟

جواب

جواب کا خلاصہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ سوال کہ: "کیا آپ نے اپنے رب کو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہچانا۔۔۔ الخ" یہ بات شیعوں کی کتابوں میں ایک لمبے واقعہ کے ضمن میں موجود ہے، اس کے چھوٹا ہونے کے دلائل اسی واقعہ میں بالکل واضح ہیں، شیعہ اس واقعہ کے ذریعے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے علم کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں، مزید یہ بھی کہ شیعہ یہ واقعہ متمم بالکذب اور مجہول راویوں کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

جواب کا متن

مشمولات

- [اول: سیدنا علی کی طرف منسوب قول کی صحت پر تبصرہ](#)
- [دوم: جملے کے مضموم پر تبصرہ](#)

الحمد للہ

اول: سیدنا علی کی طرف منسوب قول کی صحت پر تبصرہ

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس قول کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کو صراحت کے ساتھ جھوٹ قرار دیا ہے، انہوں نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ: "محمد بن اشرس سلمی کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن سعید ہروی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسماعیل بن یحییٰ بن عبد اللہ تیمی اور علی بن ابراہیم ہاشمی دونوں نے خبر دی، وہ دونوں یحییٰ بن عقیل خزاعی سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے کہ علی بن ابی طالب سے ایک شخص نے بولھا: کیا آپ نے اللہ کی معرفت محمد کے ذریعے حاصل کی یا محمد کی معرفت اللہ کے ذریعے حاصل کی؟

تو سیدنا علی نے کہا: اگر میں اللہ تعالیٰ کو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہچانتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے زیادہ بااعتماد ہوتے، اور اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ذریعے پہچانتا تو مجھے اللہ کے رسول کی ضرورت نہ رہتی، البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بلاکیف معرفت خود ہی اپنی مشیت سے عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اس لیے بنایا کہ قرآن اور ایمان کی تبلیغ کر دیں، اسلام پر لوگوں کو پہنچنے کے دلائل کے ساتھ کاربند کر دیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جو کچھ بھی لائے میں نے اس کی تصدیق کی؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے متضادم کوئی بھی چیز نہیں لے کر آئے، نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے آنے والے رسولوں کی مخالفت کی، بلکہ آپ تو ہدایت، کامیابی کا وعدہ اور پہلی شریعتوں کی تصدیق لے کر آئے۔"

ابن الجوزی کہتے ہیں:



اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا :

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هَدًى وَلَكِنْ حَسْبُ الْقَوْلِ مِنْكُمْ لَأَنَّ الْجَهَنَّمَ مِنَ الْإِنْسَانِ أَكْثَرُ

ترجمہ : اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی رہنمائی دے دیتے، لیکن میری طرف سے فیصلہ اٹل ہو گیا کہ میں جہنم کو سب جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ [السجدة: 13]

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہدایت کے اسباب اور وسائل کا انکار بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے اسباب بنائے ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا سبب رسولوں کی دعوت اور تعلیم ہے۔

جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اہل سنت میں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ معرفت الہی اور ایمان دونوں ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت، رہنمائی اور خاص اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں ان قدر یہ کاروبار بھی موجود ہے۔

یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ معرفت فخر و نظر اور عقل سے حاصل ہو ہی نہیں سکتی، اسی طرح یہ بھی اس کا مطلب نہیں ہے کہ رسولوں، علمائے کرام اور اہل ایمان کے سکھانے، بتلانے، اور دعوت دینے سے معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

بلکہ یہ بات تو سب کے ہاں مسلمہ ہے کہ : دل میں علم لوگوں کی بتلانی اور وضاحت کی ہوئی باتوں سے بھی پیدا ہو جاتا ہے، ان کی باتیں بسا اوقات عقلی دلیل کے لیے رہنمائی کرتی ہیں یا پھر ان کی باتوں میں زمینی حقائق بیان ہوتے ہیں۔

اور بسا اوقات یہ علم دل میں غور و فکر اور استدلال و استنباط سے بھی حاصل ہو جاتا ہے، یا پھر خود سے مشاہدہ کرنے سے بھی علم حاصل ہوتا ہے۔

اور کبھی ذاتی کاوش کے بغیر اللہ تعالیٰ زبردستی انسان کو علم عطا کر دیتا ہے۔۔۔ یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں ایمان ڈالتا ہے، چاہے یہ ایمان بندے کی طرف سے اپنائے گئے کسی سبب کی بنا پر ہو مثلاً : وہ خود غور و فکر کرے، یا کوئی اور غور و غوض کرے، یا اس کے بغیر ہی دل میں ایمان پیدا ہو جائے۔ مذکورہ صورت اور اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر کی وجہ سے حاصل ہونے والے اسباب؛ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر نعمت ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی سبب اور مسبب عطا کیے ہیں۔

لہذا اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ معرفت الہی اور ایمان ذاتی عقل و فکر اور استدلال سے حاصل ہو سکتا ہے جیسے کہ قدریہ کہتے ہیں تو وہ گمراہ ہے۔

مذکورہ سلف صالحین نے اسی بات کی تردید کی ہے۔ "ختم شذاذ: "درء تعارض العقل والنقل" (29-28/9)